مذاکرۂ علمیہ — مولانا محمد شفیق مدنی ☆

حرمتِ تصویر کی وجوہات اور دورِ حاضر میں تبلیغ دین

آج کی مجلس علمی میں زیر بحث مسئلہ یہ ہے کہ کیا علماے کرام جدید میڈیا (ٹی وی، ویڈیو) کو دعوت وتبلیغ کے لیے زیر استعمال لا سکتے ہیں یا نہیں؟ اور تصویر کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیونکہ یہ کام بظاہر تصویر بنائے بغیر ممکن نظر نہیں آتا......!

تصویر کی حرمت کا مسئلہ مُعَلَّل ہے!

تصویر کے شرعی حکم کے بارے میں یہاں بہت سے علماے کرام نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا اور بعض علما نے اس کی حرمت کو منصوص قرار دیتے ہوئے یہ بھی کہا ہے کہ اس پر تو بات بھی نہیں کرنی چاہیے۔ میں اس بات کی تائید کرتا ہوں کہ بلا حیل وحجت اور بغیر کسی تغیر وتبدل کے نص پر عمل کرنے کی حتیٰ المقدور کوشش کرنا بڑی اچھی روش ہے، لیکن یہ بات ملحوظِ خاطر رہے کہ یہ رویہ اُسی وقت مستحسن ہے جب نص کا حکم تعبدی ہو یعنی ایک عبادت کی ادائیگی کے سوا اس کی مشروعیت کی کوئی حکمت وعلت سمجھ میں نہ آئے، کیونکہ ایسی صورت میں کسی کا رائے زنی یا قیاس آرائی کرنا جسارت شمار ہوگی، لیکن اگر کسی نص کا حکم مُعَلَّل ہو یعنی اس کے مقصد اور علت کا عقل سے اِدراک ہوسکتا ہو تو پھر اس میں یہ گنجائش ہونی چاہیے کہ کوئی صاحبِ علم وفضل اجتہاد کر سکے اور نص کی تعلیل وتوجیہ اور مفہوم کے تعین کے بارے میں اپنی رائے پیش کر سکے۔ یاد رہے کہ تصویر کے مسئلہ میں بھی اکثر علما نے حکم کو مُعَلَّل قرار دیا ہے۔

شرعی نصوص کی تعلیل وتوجیہ کرنے سے دو میں سے ایک فائدہ ضرور حاصل ہوتا ہے:

① آئندہ پیش آمدہ جدید مسائل کو اِن نصوص پر قیاس کرنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔

② کتاب وسنت کا متبع شخص پورے اطمینان اور شرحِ صدر سے نصوص پر عمل پیرا ہوسکتا ہے۔

☆ اُستاذِ حدیث وفقہ، جامعہ لاہور الاسلامیہ [رحمانیہ]، گارڈن ٹاؤن، لاہور

حرمتِ تصویر کی ممکنہ علتیں

میں یہاں ان علتوں اور توجیہات کو بیان کرنا چاہوں گا جنہیں علماے کرام نے تصویر کی حرمت کے لیے ذکر کیا ہے:

1. بعض علما نے تصویر کی حرمت کی علت یہ بیان کی ہے کہ یہ غیر اللہ کی تعظیم میں غلو اور عبادت یعنی شرک کا ذریعہ ہے جیسا کہ قومِ نوح نے اپنے صالحین کے ناموں پر ان کی تعظیم واحترام میں مجسّمے بنائے اور پھر ان کی تعظیم میں غلو کیا حتیٰ کہ نوبت یہاں تک آن پہنچی کہ بعد میں آنے والی نسل ان کی عبادت کرنے لگی۔ جیسا کہ ابن عباسؓ سے مروی حدیث میں اس کی وضاحت موجود ہے:

"عن ابن عباس في: ود وسواع ويغوث ويعوق ونسر قال فلمّا هلكوا أوحى الشيطان إلى قومهم أن أنصِبوا إلى مجَالِسهم التى كانوا يجلسون إليها أنصابًا وسمُّوها بأسمائهم ففعلوا فلم تُعبدْ حتى إذا هلك هؤلاء وتنسَّخ العلم عُبِدَت" (صحیح بخاری، کتاب التفسیر: ۴۹۲۰)

''آپؓ فرماتے ہیں کہ وَدّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر نامی قومِ نوح کے بزرگ جب فوت ہو گئے تو شیطان نے ان کی قوم کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ ان بزرگوں کے مجسّمے بنا کر اپنی مجلس گاہوں میں نصب کر لو اور ان کے ناموں پر ان کے نام رکھ لو۔ انہوں نے یہ کام تو کر لیا، لیکن ان کی عبادت نہیں ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ جب یہ لوگ فوت ہو گئے اور علم کا شعور جاتا رہا تو بعد والی نسل ان کی عبادت کرنے لگی۔''

حرمتِ تصویر کی تعلیل کے بارے میں ابن العربیؒ فرماتے ہیں کہ ہماری شریعت میں تصویر کی وجہ ممانعت مشرکین عرب کی مجسمہ سازی، بت گری اور ان کی عبادت گزاری ہے۔ یعنی تصویر کی حرمت سدِ ذرائع کے طور پر ہے اور انہوں نے اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ سد ذرائع حرمتِ تصویر کے لیے علتِ مستنبطہ ہے جب کہ اس کی منصوص علت اللہ کی تخلیق سے مشابہت ہے۔ چنانچہ ابن العربیؒ اپنی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

نهى عن الصورة وذكر علة التشبيه بخلق الله . وفيها زيادة علة: عبادتها من دون الله . فنبّه على أن نفس عملها معصية ، فما ظنك بعبادتها؟

''نبی کریم ﷺ نے تصویر سازی سے منع کیا ہے، اور اس کی علت اللہ کی تخلیق سے مشابہت ذکر کی ہے اور اس پر مزید علت یہ ہے کہ تصویر سازی میں اللہ کے ماسوا کی عبادت ہے۔ چنانچہ آپ نے محض تصویر سازی کو ہی معصیت قرار دیا ہے، پھر اس کی عبادت کرنا کتنا بڑا جرم ہوگا؟'' (تفسیر احکام القرآن: ۱۶۰۰/۴)

اسی موقف کی تائید میں امام نوویؒ سے منقول ہے کہ «إن أشد الناس عذابًا يوم القيامة المصورون» کی نبویؐ وعید کا مصداق وہ مصور ہے جو عبادت کے لیے تصویر بناتا ہے۔ (شرح مسلم از نووی: ۹۱/۱۴) یعنی تصویر کی حرمت کا سبب اس کی عبادت کا اِمکان اور شرک کے ذریعے کو روکنا ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ حرمتِ تصویر کی تعلیل میں فرماتے ہیں کہ

''قومِ نوح کے صالحین کے پیروکاروں نے ان کے فوت ہونے کے بعد ان کی تصویریں اور مجسمے بنائے، لیکن ان کی عبادت نہیں کیا کرتے تھے۔ جب وہ پیروکار فوت ہو گئے تو بعد میں آنے والے لوگ ان نیک ہستیوں کے مجسّموں کی عبادت کرنے لگے اور ان کا وسیلہ دے کر بارش طلب کیا کرتے تھے اور یہی مجسمے جن کی قومِ نوح نے عبادت کی، بعد میں انہیں عربوں نے اپنا لیا اور ان کی عبادت کرنے لگے۔ یہی وہ علت ہے کہ جس کی بنا پر شارع نے تصویر سازی سے منع کیا ہے، کیونکہ اس عمل نے بہت سی اُمتوں کو شرکِ اصغر یا شرکِ اکبر میں مبتلا کر دیا تھا اور یہی دراصل شرک کا مفسدہ ہے جس کو ختم کرنے کے لیے نبی ﷺ نے مقبرے میں مطلق طور پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ اگرچہ نماز پڑھنے والا اپنی نماز میں اس جگہ سے برکت کے حصول کا ارادہ نہ بھی رکھتا ہو۔ اور اسی طرح آپ نے طلوعِ شمس، نصف النہار، اور غروب شمس کے اَوقات میں نماز پڑھنے سے سد ذرائع کے طور پر منع فرمایا، کیونکہ ان اوقات میں مشرکین سورج کی عبادت کرتے تھے۔ اگرچہ کسی مسلمان کے ذہن میں غیر اللہ کی عبادت کا مقصد کارفرما نہ بھی ہو۔'' (اقتضاء الصراط المستقیم: ۱۹۳/۲)

سد ذرائع کی توجیہ کی بنا پر بعض علما نے یہ کہا ہے کہ اگر تصویر سازی شرک کا ذریعہ نہ بنے تو اس میں گنجائش ہوگی کیونکہ تصویر کی حرمت کو مطلق رکھنے کی وجہ سے قواعدِ شریعت سے ٹکراؤ پیدا ہوتا ہے، اور وہ یہ کہ تصویر بنانا ایک گناہ ہے جو شرک، قتل اور زنا سے بہرحال بڑا نہیں، لیکن اس کے بارے میں احادیث میں وعید بہت شدید قسم کی وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ ضروری ہے کہ اس

جرم کی سزا اتنی سخت اِسی صورت میں ہو سکے گی جب اسے تعظیم اور پرستش کے اِرادے سے بنایا گیا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے گھر میں ہر اس چیز کو توڑ دیتے تھے جس پر صلیب بنی ہوتی تھی، کیونکہ یہ شرک کا مظہر تھی۔ اسی لیے آپؐ نے حبشہ کے کنیسہ کی تصاویر کا سن کر عیسائیوں کے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ قیامت کے دن اللہ کے ہاں بدترین مخلوق قرار پائیں گے، کیونکہ یہ نیک لوگوں کے فوت ہو جانے کے بعد ان کی قبروں کو عبادت گاہیں بناتے ہیں اور وہاں عبادت کے لیے ان صالحین کی تصاویر رکھتے ہیں۔ (صحیح بخاری:۴۳۴)

ہماری نظر میں تصویر کا یہ جواز اسی صورت میں نکلتا ہے جب حرمتِ تصویر کا سبب صرف سد الذرائع کو قرار دیا جائے، لیکن اگر اس کی دیگر تعلیلات کو بھی ملحوظ رکھا جائے تو مطلقاً جواز ختم ہو جاتا ہے، کیونکہ ان تعلیلات میں سے بعض کافی وزنی ہیں جنہیں نظر انداز کرنا کسی طور پر بھی مناسب نہیں، جیسا کہ وہ آگے آرہی ہیں۔

❷ بعض علما کی رائے یہ بھی ہے کہ مشرکین کیونکہ تصاویر اور تماثیل بناتے، بت گھڑتے اور ان کی پرستش کرتے تھے، لہٰذا تصویر سازی میں ان کے فعل سے مشابہت ہے، خواہ مصور کے ذہن میں یہ مقصد اور ارادہ کارفرما نہ بھی ہو یعنی ایک حالت کی دوسری سے محض تشبیہ ہی وجہ ممانعت کافی ہے۔ جیسا کہ ہمیں طلوع اور غروب کے وقت نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے تاکہ سورج کے عبادت گزاروں سے مشابہت نہ ہو، جب کہ ضروری نہیں کہ یہ مشابہت نماز پڑھنے والے کے ذہن☆ میں اُس وقت موجود ہو۔

حافظ ابن حجرؒ نے مشرکین کے ساتھ مشابہت کو اصل علت قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں:

ويتأكد المنع بما عُبد من دون الله فإنه يضاهي صورة الأصنام التي هي الأصل في منع التصوير (فتح الباری:۳۹۵/۱۰)

اور علامہ ابن تیمیہؒ اُمّ حبیبہؓ اور اُمّ سلمہؓ کی حبشہ میں کنیسہ والی صحیح بخاری میں مروی حدیث:

☆ جیسا کہ علامہ ابن تیمیہ کا فرمان ہے: وأكثر الناس قد لا يعلمون أن طلوعها وغروبها بين قرني شيطان ولا أن الكفار يسجدون لها ثم إنه ﷺ نهى عن الصلوة في هذا الوقت حسمًا لمادة المشابهة بكل طريق (اقتضاء الصراط المستقیم:۲۱۸/۱)

«أولئك قوم إذا مات فيهم العبد الصالح بنوا على قبره مسجدًا وصوّروا فيه تلك الصور أولئك شرار الخلق عند الله عزوجل» (صحیح بخاری:۴۲۶، صحیح مسلم:۵۲۸) کے تحت فرماتے ہیں کہ "نیک آدمی کی قبر پر مسجد بنانے والا (یا اسکی تصویر بنانے والا) اہل کتاب کے ساتھ مشابہت کرنے پر اس نبوی وعید کا مصداق ہے اور یہ اس بات کی صریح دلیل ہے کہ غیر مسلموں کے ساتھ مشابہت کرنا ممنوع ہے۔" (اقتضاء الصراط المستقیم:۱/۳۳۵)

اور ایک دوسرے مقام پر رقمطراز ہیں کہ "کفار کے اعمال اس بات کی علامت اور دلیل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان اعمال سے منع کیا ہے، جن کا وہ ارتکاب کرتے ہیں، یا یہ ممانعت کے متقاضی علت ہیں۔" (ایضاً:۱/۳۳۲)

۳ بعض علماء کے نزدیک تصویر کی حرمت کی علت 'نحوست' یعنی تصویر والی جگہ میں فرشتوں کا داخل نہ ہونا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس ضمن میں ارشاد فرمایا ہے کہ "جس گھر میں کتا اور تصویر ہو، اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔" (صحیح مسلم:۲۱۰۶)

اس حدیث سے بظاہر یہ علم ہوتا ہیکہ تصویر ممنوع ہے اور اس کی وجہ ممانعت فرشتوں کا تصویر والی جگہ میں عدمِ دخول ہے، لیکن بعض علما اس کی وضاحت یوں کرتے ہیں کہ اس سے حرمتِ تصویر کی تعلیل کرنا کمزور موقف ہے، کیونکہ فرشتوں کا عدمِ دخول تو محض اس کو تعظیم اور احترام سے سجا کر رکھنے کی وجہ سے ہے جو بذاتِ خود ایک قبیح عمل ہے۔ چنانچہ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں امام قرطبیؒ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ فرشتوں کے عدمِ دخول کا سبب تصاویر کی تعظیم میں کفار سے مشابہت ہے۔ (۱۰/۳۹۱،۳۹۲) کیونکہ اِہانت کے انداز میں کاٹ کر یا نیچے پامال کر کے استعمال کرنے یا تصویروں والے بچھونے بنانے کی صورت میں آپ ﷺ نے اِجازت دی ہے۔ (صحیح بخاری:۵۹۵۴)

علاوہ ازیں اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے تصویر کے ساتھ کتے کا ذکر بھی کیا ہے اور یہ بات واضح ہے کہ اس سے 'تمام کتے' مراد نہیں ہیں، کیونکہ آپ ﷺ نے شکاری کتا رکھنے کی خود اجازت دی ہے۔ (صحیح بخاری:۱۷۵) ظاہر ہے کہ جس آدمی کے گھر میں شکاری کتا ہوگا، وہ فرشتوں کے دخول کے لیے مانع نہیں ہوگا، بالکل اسی طرح تمام تصاویر کا حکم ایک جیسا نہیں

ہوسکتا، یعنی جس طرح ممنوع کتے رکھنے کی وجہ سے گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے اسی طرح ممنوع انداز میں تصاویر رکھنے کی وجہ سے وہ گھر میں داخل نہیں ہوں گے۔

مزید برآں سنن ابو داؤد کی ایک حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جس گھر میں کتا، تصویر یا جنبی شخص ہو۔(ابوداؤد:۴۱۵۲) اور اس بات کا کوئی قائل نہیں کہ 'جنبی ہونا' اس بنا پر ممنوع ہے کہ جنابت کی حالت میں فرشتے گھر میں داخل نہیں ہوتے، کیونکہ فرشتوں کا عدمِ دخول جنبی ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ جنابت کی حالت میں رہنے یعنی طہارت نہ حاصل کرنے کی بنا پر ہے۔

اگرچہ بعض علما نے اسے علت ماننے سے انکار بھی کیا ہے لیکن اس کا نتیجہ تعلیل کی صورت میں ہی نکلتا ہے جیسا کہ امام نوویؒ نے اکثر علما کے حوالے سے یہ بیان کیا ہے کہ تصویر والی جگہ میں فرشتوں کے عدمِ دخول کا سبب تصویر سازی کا گناہ ہونا، اللہ کی تخلیق سے مشابہت اور تصویروں کی عبادت کا اِمکان ہے۔ (شرح مسلم للنووی:۸۴/۱۴)

۴ حرمتِ تصویر کی ایک علت علما نے یہ بھی بیان کی ہے کہ اس میں اللہ کی تخلیق سے مشابہت ہے اور بقول ابن العربی یہ منصوص علت ہے، جیسا کہ پیچھے ان کی عبارت گزر چکی ہے، کیونکہ اس بارے میں مختلف احادیث میں واضح الفاظ موجود ہیں کہ آپ نے فرمایا: «الذين يضاهون بخلق الله» (صحیح بخاری:۵۹۵۴) اور دوسری حدیث میں «ومن أظلم ممن ذهب يخلق خلقا كخلقي» (صحیح مسلم:۲۱۱۱) اور «أحيوا ما خلقتم» (صحیح بخاری: ۵۹۵۱) اور «من صَوَّر صُورةً كُلِّف أن ينفخ فيها الروح وليس بنافخ» (صحیح مسلم:۱۶۷۱) وغیرہ الفاظ بھی وارد ہیں، لیکن بعض علما نے اس علت کو مقید کرتے ہوئے کہا کہ یہ مشابہت تب لازم آتی ہے جب مصور اللہ تعالیٰ کی قدرت کو چیلنج کرے کہ وہ بھی اس کی تخلیق کی طرح تخلیق کرنے پر قادر ہے۔ ایسے مصور کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تصویر میں روح پھونکنے کا مکلّف بنا کر اس کا عجز اور بے بسی ظاہر کردے گا۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ حدیث کے الفاظ «مِمَّن ذهب يخلق» میں ذَهَبَ قصد کے معنی میں ہے۔ (فتح الباری:۳۸۶/۱۰) یعنی اس کا معنی یہ ہوگا کہ وہ اللہ کی تخلیق کی طرح تخلیق

کرنے کا قصد رکھتا ہو۔ اگر اس سے مطلق مشابہت مراد لی جائے تو اس پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ کھلونے، کٹی ہوئی تصویر، پاؤں کے نیچے پامال ہونے والی تصاویر اور غیر ذی روح جیسے جمادات درختوں، ستاروں، سورج اور چاند کی تصویریں بنانے سے مشابہت کیوں لازم نہیں آتی؟ لیکن یہ شبہ واعتراض درست نہیں ہے کیونکہ احادیث میں وارد الفاظ کا اِطلاق (غیر مقید ہونا) بعض تصاویر کا استثناء اور ذی روح اور غیر ذی روح کی تقسیم اس شبہ کو رفع کر دیتے ہیں۔

عام حالات میں تصویر سازی کا حکم

علمائے کرام کی مذکورہ توجیہات وتعلیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ تکریم وتعظیم، فیض وبرکت، عبادت وپرستش اور قدرتِ الٰہی کو چیلنج کرنے کی غرض سے تصویریں بنانا بالاتفاق حرام ہے۔ اور ان مقاصد کے لیے تصاویر بنانے والا اَحادیث میں مذکورہ سزاؤں کا مستحق ٹھہرے گا، لیکن اگر مصور کے ذہن میں یہ مقاصد نہ ہوں تو بعض علما کے نزدیک تصویر سازی کا حکم جواز کا ہوگا۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ حکم کا دارومدار علت کے وجود اور عدمِ وجود پر ہوتا ہے، مثال کے طور پر نبی کریم ﷺ نے شراب نوشی کے سلسلے میں دس آدمیوں پر لعنت فرمائی ہے۔ جن میں شراب بیچنے اور خریدنے والا بھی شامل ہے۔ (سنن ترمذی: ۱۲۹۵) حالانکہ بعض علما کی رائے یہ ہے کہ اس وعید کا مصداق وہ تاجر ہے جو نشہ کی خاطر پینے پلانے کے لیے خرید وفروخت کرتا ہے، لیکن اگر تجارت کا یہ مقصد باقی نہ رہے تو علت کے بدل جانے کی وجہ سے حکم میں بھی تبدیلی واقع ہو جائے گی، مثلاً اگر کوئی تاجر کیمیکل بنانے کے لیے شراب کی تجارت کرتا ہے تو وہ اس لعنت کی وعید کا مصداق نہ ہوگا۔

بالکل اسی طرح تصویر میں بھی بعض استثنائی صورتیں موجود ہیں جہاں حرمت کی تمام علتیں مفقود ہو جاتی ہیں اور حکم اپنی پہلی حالت پر برقرار نہیں رہتا۔ مثال کے طور پر آپؐ نے بچوں کے کھلونے بنانے اور رکھنے کی اجازت دی ہے۔ (صحیح ابوداؤد: ۴۱۲۳) جو بلا شک ذی اَرواح کے مجسمے اور تماثیل ہوتی ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے اپنے بچپن کے کھلونوں کو بالغ ہونے کے بعد بھی آپؐ کی رحلت تک استعمال کیا ہے۔ اسی طرح روندی جانے والی اور کٹی ہوئی تصویر کے استعمال کی اجازت بھی اس لیے ہے کہ اس حالت میں ان کی تعظیم کے بجائے اہانت کا پہلو پایا

جاتا ہے۔

بعض مالکی اور حنبلی علما نے ذی روح کی تصویر کی حرمت میں اس کے مجسم اور سائے دار ہونے کو شرط قرار دیا ہے کیونکہ ایسی تصاویر کی ہی عبادت کی جاتی تھی۔ اور جہاں تک کاغذ، کپڑے اور دیوار پر بنی ہوئی تصویر کا تعلق ہے جس کا جسم اور سایہ نہیں ہوتا تو یہ حرام نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ذی روح کو مجسم، بلند قامت اور سایہ والا پیدا کیا ہے، بچھا ہوا پیدا نہیں کیا۔ لہٰذا اس میں اللہ کی تخلیق سے مشابہت لازم نہیں آتی اور ان کے خیال میں حدیث میں وارد لفظ «إلا رقمًا في ثوب» سے اِسی بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ موجودہ دور کے بعض علما کا یہ موقف ہے کہ اَخبارات وغیرہ کی تصاویر بھی چونکہ بچھی ہوتی ہیں یعنی مجسم اور سائے دار نہیں ہوتیں اور ٹی وی کی تصاویر بھی غیر مجسم اور عارضی ہوتی ہیں، گویا ان کے وجود کو شیشے، پانی اور سائے کی تصویر کی طرح بقا حاصل نہیں ہوتی لہٰذا ایسی تصاویر بنانے میں کوئی حرج نہیں۔

مذکورہ بالا دلائل وتوجیہات کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ ذی روح کی تصویر کو عام حالات میں جائز قرار دینے والوں کے دلائل اور تعلیل وتوجیہ کمزور ہیں، کیونکہ حرمتِ تصویر کی تخلیق الٰہی سے مطلق مشابہت ایک منصوص، مضبوط اور دائمی علت ہے۔ چاہے تصویر بنانے والا قدرتِ الٰہی کو چیلنج کرنے کا اِرادہ رکھتا ہو یا اس کے ذہن میں یہ مقصد کارفرما نہ ہو، ایسے ہی تصویر شرک کا ذریعہ بنتی ہو یا اس میں شرک کا کوئی خدشہ نہ ہو اور اس کے ساتھ مشرکین کے فعل سے مجرد مشابہت کی علت کو بھی شامل کرلیا جائے تو عام حالات میں ذی روح کی تصویر کی گنجائش بالکل ختم ہو جاتی ہے، کیونکہ اللہ کی تخلیق سے مشابہت کی نصوص مطلق وارد ہوئی ہیں یعنی ان میں قدرتِ الٰہی کو چیلنج کرنے اور نہ کرنے والے کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا گیا اور اسی طرح ان میں مجسم رسایہ دار یا غیر مجسم رغیر سایہ دار کا فرق کرنے کے بجائے ذی روح اور غیر ذی روح کا فرق کیا گیا ہے۔ جیسا کہ چوتھی تعلیل کے ضمن میں احادیث گذر چکی ہیں اور حضرت عائشہؓ کی حدیث میں بھی مجسم اور غیر مجسم کے فرق کی نفی ہوتی ہے، کیونکہ آپؓ فرماتی ہیں کہ میرے پاس تصویروں والے پردے تھے۔ نبی ﷺ نے جب انہیں دیکھا تو آپ ﷺ کا غصے

سے رنگ تبدیل ہو گیا اور آپؐ نے انہیں پھاڑ دیا۔

حافظ ابن حجرؒ اللہ کے ساتھ مضاہات کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

«يضاهون خلق الله» أي يشبّهون ما يصنعونه بما يصنعه الله

''یعنی نبی ﷺ کے فرمان: «يضاهون خلق الله» سے مراد یہ ہے کہ خود بنا کر گویا وہ اللہ کی بنائی ہوئی خلقت کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں۔'' (فتح الباری: ۱۰/۳۸۷)

معلوم ہوا کہ کسی اور خارجی وجہ کے بغیر بھی محض تصویر بنانا ہی وجہ حرمت کافی ہے۔ جیسا کہ اوپر ابن العربی کا قول بھی گذر چکا ہے۔

سعودی عرب کی دائمی فتویٰ کونسل نے بھی اپنے فتویٰ میں قرار دیا ہے:

ولما فيه من التشبّه بالله في خلقه الأحياء ولأنه وسيلة للفتنة وذريعة للشرك في كثير من الأحوال (فتاوى اللجنة الدائمة: ١/ ٦٦١)

''کتاب وسنت کی نصوص میں حرمتِ تصویر پر شدید وعید کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اللہ کی ذی روح مخلوق کی تخلیق میں اللہ سے مشابہت پائی جاتی ہے اور اس بنا پر بھی کہ اکثر مواقع پر تصویر فتنہ کا وسیلہ اور شرک کا ذریعہ ثابت ہوتی ہے۔''

علاوہ ازیں اس میں مشرکین کے فعل سے مشابہت کو شامل کرنے کا سبب یہ ہے کہ بعض مقامات پر شارع نے صرف کفار سے مشابہت کی وجہ سے بھی بعض چیزوں کو حرام قرار دیا ہے جیسا کہ مسلمانوں کو محض یہود کی مشابہت کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے وقت لفظ راعِنا کہنے سے منع کر دیا حالانکہ مسلمانوں کے ذہن میں یہ لفظ کہتے وقت قطعاً آپؐ کی توہین مراد نہ تھی۔ علامہ ابن تیمیہؒ کا دوسری مشابہت کی تعلیل کے ضمن میں مذکورہ کلام بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔

ہماری نظر میں تصویر کی حرمت واضح ہے، اور اس سلسلے میں مختلف قسم کے شبہات کو کوئی وزن نہیں دینا چاہئے، اگر ان میں بظاہر کوئی معقولیت بھی نظر آئے تب بھی تصویر کے عدم جواز کا قائل ہونا ہی احکامِ شرعیہ کی بجا آوری میں محتاط رویہ ہے جس کا بہرحال پاس اور لحاظ رہنا چاہیے کیونکہ حرام سے بچنے کے لیے تو مباح چیز کو ترک کر دینا بہتر اور اولیٰ ہوتا ہے چہ جائیکہ مباح کام کرنے کے لیے حرام کا ارتکاب کیا جائے۔ اس کے بارے میں علما کے ہاں ایک

قاعدہ بھی معروف ہے: إذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام
''جب حلال وحرام کے دلائل آپس میں ایک دوسرے سے معارض ہوں تو حرام کے دلائل کو ترجیح دی جائے گی۔''
ایسے ہی اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد بھی ہے:
«دَع ما يَريبك إلى مالا يريبك» (سنن ترمذی:۲۵۱۸)
''یعنی شک اور تردّد والی چیز کو چھوڑ کر غیر مشکوک چیز کو اختیار کرو۔''
اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اثر سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، آپ سے سوال کیا گیا کہ دو سگی بہنوں کو نکاح میں ایک وقت میں رکھنا حرام ہے۔ آیا دو بہنیں لونڈی کی حیثیت سے ایک آدمی کی ملکیت میں رہ سکتی ہیں؟ تو آپؓ نے جواب دیا کہ ایک آیت نے اُنہیں حلال قرار دیا ہے اور ایک آیت نے حرام، اور مجھے اُنہیں حرام قرار دینا زیادہ پسند ہے۔ (موطا مالک:۵۳۸/۲)

خاص حالات میں میڈیا کے استعمال اور تصویر سازی کا حکم

تاہم خاص حالات میں تصویر سازی کی گنجائش موجود رہے گی۔ یاد رہے کہ اس گنجائش کا مقصد لوگوں کے لیے عریانی، فحاشی کا دروازہ کھولنا نہیں ہے جیسا کہ بعض علما اسے دلیل بنا کر بوقتِ ضرورت بھی گنجائش کا دروازہ حتمی طور پر بند کر دیتے ہیں، کیونکہ اگر تصویر کا مقصد عریانی، فحاشی یا دیگر منکرات کا فروغ ہو تو یہ عمل حرام اور گناہِ کبیرہ شمار ہوگا اور اس کی کوئی بھی صاحب علم اجازت نہیں دے سکتا۔

اس گنجائش سے ہماری مراد اعلیٰ مقاصد کے حصول یعنی بڑے ضرر اور فساد سے بچنے یا کسی بڑے فائدے کے حصول کے لیے ایک چھوٹے نقصان اور خرابی کو قاعدہ (يُختار أخفّ الضررين) کے مطابق صرف برداشت اور گوارا کرنا ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے حالات کے تقاضے کے مطابق تبلیغ کا بہتر اور مؤثر طریقہ سمجھتے ہوئے میلے پر جانا گوارا کیا تھا۔ (صحیح بخاری:۳۷۷۳) اس طرح آپؐ نے مسجد میں دیہاتی کے پیشاب کے ضرر کو برداشت کیا تھا۔ (صحیح مسلم:۲۲۱) تاکہ اس کے جسم، کپڑوں اور مسجد کی زیادہ جگہ ناپاک ہونے سے بچانے کے ساتھ ساتھ اسے طبی نقصان سے بھی بچایا جاسکے۔

ایسے ہی نبی کریم ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر بھی قریش مکہ کی کڑی شرطیں قبول کر کے تمام مسلمانوں کو عمومی طور پر اور مکہ میں رہنے والے مسلمانوں کو خصوصی طور پر بڑے ضرر سے محفوظ رکھا۔اور حضرت علیؓ نے حاطب بن ابی بلتعہ کا قریشِ مکہ کے نام خط لے جانے والی عورت کو خط حوالے نہ کرنے کی صورت میں برہنہ کرنے کی دھمکی دے دی تھی۔(صحیح بخاری:۳۰۰۷) تا کہ مسلمانوں کو بڑے اور اجتماعی نقصان سے بچایا جا سکے۔

شریعت کے اسی تصور کی بنا پر علمائے کرام فریضہ دعوت وتبلیغ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ادا کرنے کی غرض سے ایسی مجلس، محفل یا میلہ اور دعوت میں جانے کی اجازت دیتے ہیں جہاں منکرات وفواحش کا وجود یقینی ہوتا ہے اور ایسے چند مسلمانوں کے قتل کرنے کی اجازت بھی دیتے ہیں جنہیں حملہ آور دشمن ڈھال بنا کر مسلمانوں کا اجتماعی اور بڑا نقصان کرنا چاہتا ہو۔ لہٰذا علماء کو چاہیے کہ وہ موجودہ دور کے مؤثر ذرائع ابلاغ، اخبارات اور ٹی وی پروگراموں میں شرکت کریں تا کہ کفر والحاد، عریانی فحاشی اور مغربی تہذیب کے مقابلہ میں عوام الناس کی صحیح دینی رہنمائی کر سکیں، یہ ایک بہت بڑی تبلیغی ذمہ داری کی ادائیگی ہو گی۔

یہ ایک نا قابل تردید حقیقت ہے کہ اگر علمائے کرام صرف تصویر سے بچنے کے لیے اپنی قوم کو لادین عناصر کے رحم وکرم پر چھوڑ دیتے، یا اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں پھیلائی گئی غلط فہمیوں اور پروپیگنڈے کے اِزالہ سے چشم پوشی کرتے ہیں، یا مغربی فکر وتہذیب کے طوفانِ بلا خیز کا سدِ باب نہیں کرتے ہیں تو یہ ایک بہت بڑا قومی اور ملی نقصان ہے۔

اس نقصان کی تلافی یا اس سے بچاؤ کا مؤثر ذریعہ میڈیا کا استعمال ہی ہے کیونکہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جو میڈیا کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر علما، مساجد اور مدارس سے خاطر خواہ متاثر نہیں ہوتے اور نہ ہی ان کے تبلیغی واِصلاحی مخصوص پروگراموں میں شرکت کرتے ہیں بلکہ اپنی دینی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے بھی میڈیا پر انحصار کرتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں سد ذرائع کے اُصول کو اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ فتح الذرائع کے اُصول کو بھی اپنانا ہو گا۔یعنی جس طرح ہم ان وسائل کو حرام قرار دیتے ہیں جن کا نتیجہ بڑے فساد اور خرابی کی صورت میں نکلتا ہے خواہ فی نفسہٖ وہ وسائل جائز ہوں، جیسا کہ شراب اور نشہ آور چیزوں کی

تجارت کی مثال ہے۔ کیونکہ تجارت فی نفسہ ایک مباح عمل ہے ،لیکن نشہ آور اشیا کی خرید وفروخت میں فساد غالب ہونے کی وجہ سے یہ حرام ہے اور بعض علما کے نزدیک حرمتِ تصویر کا سبب بھی سد الذریعہ ہے۔یعنی تصویر سازی کو شرک کا ذریعہ ہونے کی بنا پر حرام کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ابن العربیؒ اور ابن تیمیہؒ نے اس کی صراحت کی، بالکل اسی طرح ان وسائل کا استعمال کرنا بھی ضروری ہوگا جن کے نتیجے میں فساد کم اور مصلحت ومنفعت غالب ہو۔خواہ فی ذاتہ وہ وسائل جائز ہوں یا ناجائز۔امام قرافیؒ اپنی کتاب 'الفروق' میں رقم طراز ہیں:

اعلم أن الذريعة كما يجب سدّها يجب فتحها وتكره وتندب وتباح

''یہ بات جان لیجئے کہ جس طرح کسی ذریعہ کو (خرابی کی طرف لے جانے کی وجہ سے) بند کرنا ضروری ہوتا ہے،اسی طرح (منفعت کی طرف لے جانے کی وجہ سے) اسے کھولنا کبھی واجب، کبھی مکروہ، کبھی مستحب اور کبھی مباح ہوتا ہے۔'' (۶۰/۲)

اس کی چند ایک مثالیں یہ ہیں:

① نبی کریم ﷺ نے حضرت زیدؓ کو سریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا تھا۔(ترمذی:۲۷۱۵)جو ضرورت کے تحت دین کی اشاعت کے لیے نئے وسائل اختیار کرنے کی ترغیب ہے،لیکن اگر کسی ذریعہ کے بغیر مقصد کا مکمل حصول ناممکن ہو تو اسے اختیار کرنا واجب ہوگا۔مثال کے طور پر اگر کسی زبان کے سیکھنے کے بغیر دعوت کے فریضے کی ادائیگی مشکل ہو رہی ہو تو اس زبان کو سیکھنا واجب قرار پائے گا۔اسی طرح ہی ٹی وی وغیرہ کی حیثیت ایک ذریعہ کی ہے،اگر اس کے بغیر دین کی حفاظت اور تبلیغ واشاعت کا کام مؤثر طریقے سے سرانجام نہ پا رہا ہو تو اس کا استعمال بھی ضروری ہو جائے گا۔خواہ حالات ابھی اضطراری کیفیت تک نہ پہنچے ہوں۔

بعض علماے کرام تصویر سازی کی گنجائش کو صرف اضطراری حالت کے ساتھ مخصوص کرتے ہیں اور اس کی مثال حج کی ادائیگی اور شناختی کارڈ کے لیے تصویر بنوانا اور عورت کا غیر محرم ڈاکٹر سے علاج کروانا وغیرہ پیش کرتے ہیں،لیکن ٹی وی وغیرہ کے پروگراموں میں تبلیغ کے لیے شرکت کو ضرورت نہیں سمجھتے ،کیونکہ اس کے متبادل اور طریقے موجود ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ

دین کی دعوت وتبلیغ کے لیے حرام کے ارتکاب کا اللہ نے ہمیں مکلّف نہیں بنایا۔ اگر الیکٹرانک میڈیا پر تبلیغ کی اجازت دیں تو اسے 'اضطرار' کا نام دیتے ہیں حالانکہ صورت حال یہ ہے کہ جو وہ اضطرار کی مثالیں پیش کرتے ہیں تو حقیقت میں ان میں اضطرار ثابت کرنا بہت مشکل ہے، کیونکہ عورت کا غیرمحرم مرد سے علاج کروانا اس وقت اضطرار بنتا ہے جب حتی المقدور کوشش کے باوجود کوئی ڈاکٹر عورت نہ مل سکے۔ اسی طرح حج کے لیے تصویر بنوانا بھی اضطرار نہیں بنتا، کیونکہ جیسے دین کی حفاظت اور تبلیغ کے لیے ......جو کل دین ہے، بالخصوص ایسے حالات میں جب میڈیا کے ذریعے مسلمانوں پر فکری جنگ مسلط کر دی گئی ہو...... حرام کے اِرتکاب کا اللہ نے ہمیں مکلّف نہیں بنایا، ایسے ہی حج کی ادائیگی جو کہ ایک جزوی دینی مصلحت ہے، اس کے لیے حرام کے ارتکاب کے مکلّف ہم کیونکر ہو سکتے ہیں۔

② میری رائے میں فریضۂ حج اضطرار کے بجائے ایک دینی منفعت کا حصول ہے اور حج کے لیے سفر ایک جائز ذریعہ ہے جو حج کی ادائیگی کے لیے اختیار کرنا واجب ہوگا اور سفر حج کے لیے تصویر بنوانا بھی ایک ذریعہ ہے جو فی ذاتہ ناجائز ہے، لیکن اسے اختیار کرنا بھی ضروری ہوگا، کیونکہ حج کی ادائیگی میں دینی مصلحت غالب ہے اور اس کے لیے تصویر وغیرہ بنوانے میں فساد مغلوب ہے۔

③ طہارت کے بغیر نماز ادا کرنا حرام اور ایک مفسدہ (خرابی) ہے، لیکن مستحاضہ عورت اور تسلسلِ بول کے مریض کو اس فساد کے باوجود نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ (توضأي لكل صلوة) کیونکہ نماز کی ادائیگی کی مصلحت اور فائدہ عدمِ طہارت کے فساد پر غالب ہے۔

④ جان بچانے کے لیے کلمہ کفر کہنا جائز ہے، حالانکہ یہ فساد ہے لیکن اس کا جواز اس بنا پر ہے کیونکہ ایمان پر دل مطمئن ہونے کی وجہ سے جان کی حفاظت کی منفعت کلمہ کفر کہنے کے فساد پر غالب ہے۔

⑤ اجنبی عورت کو فساد غالب ہونے کی وجہ سے عام حالات میں دیکھنا حرام ہے، لیکن نکاح کی نیت سے مصلحت غالب ہونے کی وجہ سے اسے دیکھنا جائز قرار دیا گیا ہے۔

⑥ کفار کو مال دینا حرام اور ایک مفسدہ ہے، لیکن نبی ﷺ غزوۂ خندق کے موقعہ پر بنو

غطفان کو مدینہ کی ایک تہائی کھجوریں دینے پر تیار ہو گئے تھے تاکہ مسلمانوں کو نقصان سے محفوظ رکھ کر اُنہیں فائدہ پہنچایا جا سکے۔

- اسی بنا پر علما نے مسلمان قیدیوں کی رہائی کے لیے کفار کو مال دینا، یا کسی شخص کا اپنا حق وصول کرنے یا خود کو ظلم سے بچانے کے لیے بطورِ رشوت مال دینا جائز قرار دیا ہے، حالانکہ عام حالات میں رشوت دینا یا کفار کو مال دینا حرام ہے۔
- اسی طرح اکثر علما نے حرمتِ تصویر سے بچوں کے کھلونوں کے استثنا کی توجیہ ان کی منفعت بیان کی ہے۔امام نوویؒ اور حافظ ابن حجرؒ نے اکثر علما (مالکیہ،شافعیہ اور حنابلہ) کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحیح بخاری میں مروی حدیث نے تصویر کی حرمت سے بچوں کے کھلونوں کو مستثنیٰ کر دیا ہے خواہ وہ کھلونے انسانی شکل پر بنے ہوئے ہوں یا کسی حیوان کی شکل میں ہوں، مجسم ہوں یا غیر مجسم۔اس استثنا اور رخصت کا سبب بچیوں کو اولاد کی پرورش کی تربیت دینا ہے۔

اور حلیمی نے اپنی کتاب المنهاج في شعب الإيمان میں یہاں تک کہا ہے:

"کھلونوں میں بچیوں کے ساتھ بچے بھی شامل ہوتے ہیں اور بعض کھلونے انسانی صورت کے علاوہ حیوانوں کی صورت پر بھی بنائے جاتے ہیں ، لہٰذا تربیتِ اولاد کی ٹریننگ کے علاوہ بچوں کی اچھی نشوونما کی غرض سے اُنہیں خوش رکھنا بھی ایک مصلحت ہے، جبکہ حرمت کا سبب یعنی کھلونوں کا ذی روح کی تماثیل اور مجسّمے ہونا موجود ہے۔" (۹۷/۳)

لیکن اس کے باوجود کھلونوں کی تصاویر کا جواز اس لیے ہے کہ تصویر کے فساد پر بچوں کی مصلحت غالب ہے۔علامہ ناصر الدین البانیؒ کی رائے سے بھی اس موقف کی تائید ہوتی ہے۔

لہٰذا علمائے کرام کو اسلام کے پیغامِ حق کو دنیا کے اَطراف و اکناف تک پہنچانے اور اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت اور دفاع کے لیے بڑی منفعت کے حصول یا بڑے نقصان سے بچاؤ کے لیے تصویر بنوانے کا ضرر اس کی حرمت کے باوجود گوارا اور برداشت کرنا ہوگا۔جیسا کہ کسی مریض کا علاج کرتے وقت اسے دائمی تکلیف یا جسم کے دوسرے اعضا کو بیماری کے اثرات سے محفوظ رکھنے کے لیے اس کا بیمار عضو کاٹ کر چھوٹا نقصان گوارا کیا جاتا ہے۔

امام احمدؒ نے اپنی کتاب الزھد میں فرماتے ہیں کہ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم سے چند ایک لوگوں نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں، لیکن اس عمل پر رضا مند ہونے کی وجہ سے عذاب میں سارے شریک تھے۔(۱/۶۷۸،۶۷۹)اسی طرح تصویر سازی کے بارے میں وعید کا مصداق مصور کے ساتھ وہ شخص بھی ہوگا جو خود کو تصویر کے لیے خوشی سے پیش کرتا ہے، لیکن اگر کوئی صاحبِ علم اپنی دینی ذمہ داری کی ادائیگی میں میڈیا کا استعمال کرتا ہے اور تصویر بنوانے پر رضامند نہ ہو تو وہ مصور کے ساتھ اس جرم میں شریک نہ ہوگا۔

سعودی عرب کی دائمی فتویٰ کونسل نے بھی اپنے فتویٰ میں قرار دیا ہے کہ ٹی وی پر گانے، موسیقی اور تصویر جیسی منکرات حرام ہیں، لیکن اسلامی لیکچر، تجارتی اور سیاسی خبریں جن کی شریعت میں ممانعت وارد نہیں جائز ہیں، لیکن جب ان کی شر خیر پر غالب آجائے تو حکم غالب پر لگے گا۔(فتاوی اللجنة الدائمة:۱/۶۷۴)

البتہ یاد رہے کہ مصلحت اور ضرر کے تعین کا انحصار کسی عام آدمی کی پسند یا ناپسند پر نہیں ہو گا۔ بلکہ اس کے بارے میں شریعت کے متخصص علما کی رائے ہی معتبر اور حتمی ہوگی۔

اس تمام گفتگو کا لبِ لباب یہ ہے کہ حالات کے تقاضوں کے مطابق ہمیں اپنے آپ کو تیار کرنا چاہیے جیسے جنگ میں توپ کا مقابلہ تلوار سے، جنگی جہاز کا مقابلہ کلاشنکوف سے یا میزائل اور ایٹم بم کا مقابلہ توپوں سے نہیں کیا جاسکتا، بالکل اسی طرح دین کی حفاظت اور تبلیغ واشاعت کے لیے جدید ذرائع ابلاغ کو استعمال کرنا ہوگا اور فکری سرحدوں پر دشمنانِ اسلام سے مقابلہ کرنے کے لیے ہمیں جدید ہتھیاروں سے لیس ہونا پڑے گا ورنہ لادینیت، غیر اسلامی تہذیب کی یلغار اور اسلام دشمن پروپیگنڈے کی تاثیر سے نئی نسل کو بچانا مشکل ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں دین کو سمجھنے اور اس کی صحیح تعبیر کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

نوٹ: زیر نظر شمارہ نمبر ۳۲۱، مسئلہ تصویر پر خصوصی اشاعت ہونے کے ناطے مئی اور جون ۲۰۰۸ء کا مشترکہ ہے۔ ادارہ